OPEN ACCESS

ABHATH

(Research Journal of Islamic Studies)

Published by: ***Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.***

ISSN (Print) : 2519-7932

ISSN (Online) : 2521-067X

October–December -2023

Vol: 8, Issue:32

Email:abhaath@lgu.edu.pk

OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

بنوہاشم کے لئے زکوۃ: فقہی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

Hāshmis Entitlement for Zakat: Analytical Study of Juristic Opinions

Naseem Mahmood

Assistant Professor, Department of Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Sialkot

n.mahmood@skt.umt.edu.pk

Abdul Aleem

Assistant Professor, Department of Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Sialkot

abdul.aleem@skt.umt.edu.pk

Abstract

All social members belong to different economic statuses and zakat and other charities in the Islamic economic system are specified for the poor and needy persons of the Muslim state. The people belonging to the family and tribe of the Holy Prophetﷺ, called Hashamies of Banu Hashim, also reside in this world and naturally, they are also divided into different economic classes. Holy Prophetﷺ prohibited his family members receive charities from the Muslim wealth and declared their right in Ghaneemah, the wealth of the enemies left on the battlefield. It was only to ensure their respect and dignity in the society. But in the contemporary world, no such fund has been specified for such people who are poor and needy persons in society. If donations are not allowed for them, they are unable to earn the money, and no opportunity is available for the satisfaction of their daily needs then how they will be able to survive? Keeping in view such situations, Islamic jurists are of three opinions. Firstly it is prohibited for them, secondly, it is allowed for them and according to thirdly the compulsory charities are prohibited for them and they are allowed to enjoy the optional charities. This research paper is an analytical study of the juristic approaches and their argumentations. After the analytical review of the conclusive approach and its justification, it has been discussed in detail to be adopted for practice in the present era.

Keywords: Charity, Compulsory, Optional, Livelihood, Juristic Approaches

زکوٰۃ ایک ایسا مالی معاملہ ہے جس سے معاشرے کے نادار افراد کی روزمرہ ضروریات کے پورا کرنے کا سامان ہوتا ہے جس سے غریب ونادار افراد خودداری اور عزتِ نفس کی رعایت کے ساتھ دیگر افرادِ معاشرہ کے ساتھ باعزت زندگی گذار سکیں۔ غربت کے اس ماحول میں مختلف خاندانوں اور قبیلوں کے افراد ہو سکتے ہیں جن میں ایک اہم طبقہ اہلِ بیتِ رسول ﷺ کا ہے۔ ان کے لئے دیگر وسائلِ حیات کی عدمِ دستیابی کی صورت میں زکوٰۃ کے مال سے استفادہ جائز ہے یا نہیں؟ یہ سوالِ تحقیق ہے۔ چنانچہ اس مقالہ میں جائزہ لیا جائے گا کہ شرعی لحاظ سے اس طبقہ کے غریب اور نادار افراد کی کفالت کے لئے زکوٰۃ کے مال سے معاونت کی جاسکتی ہے کہ نہیں۔ اگر احادیثِ رسول ﷺ کا مطالعہ کیا جائے تو متعدد روایات ایسی ملتی ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی اہلِ بیت پر صدقات حرام قرار دئے ہیں۔ چنانچہ بخاری ومسلم کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت ہے:

أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ، فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كِخْ كِخْ، ارْمِ بِهَا أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ[1]

"حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ کی ایک کھجور پکڑی اور منہ میں ڈال لی (جبکہ وہ بچے تھے) تو رسول اللہ ﷺ نے (انہیں سرزنش کرتے ہوئے) فرمایا: اسے پھینک دو۔ آپ کو نہیں معلوم کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے؟"

لیکن دوسری طرف اگر کوئی زکوٰۃ کے محکمہ سے وابستہ ہے تو اس طرح کے عاملینِ زکوٰۃ کو مالِ زکوٰۃ سے اجرت دینا نصِ قرآنی سے ثابت ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا[2]

"بے شک صدقات (زکوٰۃ) فقراء، مساکین اور عاملین (زکوٰۃ اکٹھی کرنے اور تقسیم کرنے کا کام کرنے والے لوگوں) کے لئے ہے"

---

[1]۔ مسلم بن حجاج قشیری، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب تحريم الزكاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم، وعلى آله وهم بنو هاشم وبنو المطلب دون غيرهم(دارالطباعة العامرة، تركيا،1334ھ)،3: 117،رقم الحديث: 1069
Muslim Bin Hajjāj Al-Qushīrī, Al-Jāmi`-ul-Sahīh, Kitāb-ul- ẓakāt, Bāb-o-Tahrīm-il-ẓakāt `alā Rasūl-Illāh-e-Wa `alā Aālihī Wa Hum Banū Hāshim Wa Banū Muṭṭalib Dūna Ghaīrihim (Dār-ul-Tabā`at-il-`āmirah, Turkīā, 1334 AH),3/117, Hadith No.1069.

[2]۔ التوبۃ،9: 60

Al Qur'ān, 9: 60

نبی کریم ﷺ نے اس کے باوجود اپنی اہلِ بیت کو اس مال سے استفادہ کی اجازت نہ دی بلکہ اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ کی اس خواہش کو کہ انہیں عاملِ زکوٰۃ بنا دیا جائے تو آپ ﷺ نے اسے مسلمانوں کے گناہوں کا دھوون قرار دے کر انکار کر دیا اس ذیل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت کہ:

قلت للعباس سل رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يستعملك على الصدقات فسأله، فقال: ما كنت لأستعملك على غسالة ذنوب المسلمين[3]

"میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے عرض رکیں کہ وہ آپ کو صدقات پر عامل مقرر فرما دیں، تو میں نے آپ ﷺ سے عرض کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں مسلمانوں کے گناہوں کے دھوون پر عامل نہیں بناؤں گا"

بلکہ یہ صدقہ تو آپ ﷺ نے بنو ہاشم کے غلاموں کے لئے بھی حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ آپ ﷺ کے خادم حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عاملِ زکوٰۃ کی اجرت کے حصول میں شریک ہونے کے لئے عاملینِ زکوٰۃ کے ساتھ کام کرنا چاہا تو آپ ﷺ نے انہیں یہ کہہ کر منع فرما دیا:

مولى القوم من أنفسهم، وإنا لا تحل لنا الصدقة[4]

"اور کسی قوم کا غلام انہیں میں سے ہوتا ہے، اور بے شک ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے"

زکوٰۃ کن کے لئے حلال نہیں؟

اب غور طلب بات یہ ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جن پر نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ حرام قرار دی ہے؟ تو ان لوگوں کی تعیین کے بارے میں فقہاء میں قدرے اختلاف ہے، ہاں البتہ تمام فقہاء کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ بنو

---

[3]۔ علاؤالدین علی بن حسام الدین المتقی، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب الزکوٰۃ، باب عامل الصدقۃ (مؤسسۃ الرسالۃ، 1981م)، 6: 568، رقم الحدیث: 16962

Alāū-ul-Dīn `alī Bin Husām-ul-Dīn Al-Muttaqī, Kanz-ul-`ummāl Fī Sunan-il-Qal-e-Wal Af `āl, Kitāb-ul- ẓakāt, Bāb-o-`āmil-il-Sadaqah(Muassat-ul-Risālah, 1981)6/568, Hadith No.16962.

[4]۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب الزکوٰۃ، باب الصدقۃ علی بنی ھاشم (دار الرسالۃ العالمیۃ، بیروت، 1430ھ-2009م)، 3/ 88، رقم الحدیث: 1650

Abū Dāwūd Sulīmān Bin Ash`ath Al-Sajistānī, Al-Sunan, Kitāb-ul- ẓakāt, Bāb- ul-Sadaqah `alā Banī Hāshim(Dar-ul-Risālat-il-Risālat-il-`ālamīiah, Bīrūt, 1430 AH-2009)3/88, Hadith No. 1650.

ہاشم پر زکوٰۃ حرام ہے اور بنو ہاشم میں آلِ نبی، آلِ عباس، آلِ جعفر، آلِ عقیل، آلِ حارث بن عبد المطلب ہیں۔ البتہ حضرت عبد المطلب کی اولاد میں حارث کے علاوہ دوسروں کی اولاد پر بھی زکوٰۃ حرام ہے کہ نہیں اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کی مشہور روایت کے مطابق ان کے لئے یہ حرام ہے جبکہ امام ابو حنیفہؒ نے زکوٰۃ کو ان کے لئے جائز قرار دیا ہے[5]۔ امام ابو حنیفہؒ کے مؤقف کے مطابق ابو لہب کی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اس لئے کہ بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ کی حرمت ان کی عزت و تکریم کی خاطر ہے اور عزت و تکریم کا وہی مستحق ہے جس نے آپ ﷺ کی مدد کی ہو اور دورِ جاہلیت اور ایامِ اسلام میں آپ ﷺ کے دشمنوں کے خلاف آپ ﷺ کی معاونت کی ہو۔ یہ بات واضح ہے کہ ابو لہب حضور ﷺ کا سب سے بڑا دشمن اور آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے کا سب سے زیادہ متمنی تھا لہٰذا اس کی اولاد کو اس عزت و تکریم کا مستحق قرار نہیں دیا جا سکتا[6]۔ یہی وجہ ہے کہ ابو لہب کی ذریت پر زکوٰۃ حرام نہ ہوئی بلکہ بوقتِ ضرورت ان کو اس رقم سے ادائیگی کی جا سکتی ہے۔ یہ بحث چونکہ زکوٰۃ کی اہلِ بیت کو ادائیگی کے جواز یا عدمِ جواز کے حوالے سے ہے اور زکوٰۃ ایک صدقہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس شرعی حکم پر صدقات کی اقسام کے مطابق غور کیا جائے۔

نفلی صدقات

نفلی صدقات میں یہ عمومی حکم ہے کہ جس طرح ان کا استعمال دوسرے لوگوں کے لئے جائز و حلال ہے اسی طرح بنو ہاشم کے لئے بھی کے لئے بھی ان سے استفادہ جائز ہے۔ علامہ بدر الدین عینی اس ذیل میں فقہاء کی آراء بیان کرتے ہیں کہ اگر تو صدقہ صلہ رحمی کی خاطر ہو تو پھر (بنو ہاشم کے لئے اس کے استعمال میں) کوئی حرج نہیں اور بعض مالکیہ نے نفلی صدقہ ان کے لئے جائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح امام شافعیؒ کے بھی اس ذیل میں دو مؤقف ہیں۔ ایک

[5]۔ ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن الدمشقی، رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ، کتاب الزکوٰۃ، فصل واجمعوا علیٰ تحریم الصدقۃ المفروضۃ علیٰ بنی ھاشم (دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1408ھ-1987م)، 88

Abū `Abdullah Muhammad Bin `Abd-ul-Rahmān Al-Damishqī, Rahmat-ul-Ummaht-e- Fī Ikhtilāf-il-Aimmah, Kitāb-ul- ẓakāt, Fasl wajma`ū `alā Tahrīm-il-Sadaqat-il-Mafrūdhah `alā Banī Hāshim(Dar-ul-Kutub-il-`ilmīīah, Bīrūt,1408 AH-1987AD),88.

[6]۔ محمد بن عبدالواحد کمال الدین، فتح القدیر، باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ و من لا یجوز (مکتبۃ الرشیدیہ، کوئٹہ)، 2/ 213

Muhammad Bin `Abdul Wāhid Kamāl-ul- Dīn, Fath-ul-QaDīr, Bāb-o- Man īajūzu Lahū Daf`-ul-Sadqah Wa Mna Lā ajūz (Maktabat-ul-Rashīdiīīah, Quetta), 2/213.

رائے کے مطابق نفلی صدقہ ان کے لئے حلال اور دوسرے مؤقف کے مطابق حرام ہے[7]۔ جبکہ مشہور مفسر ابو عبداللہ قرطبیؒ کہتے ہیں:

"واختلفوا فی جواز صدقة التطوع لبنی هاشم،فالذی علیه جمهور اهل العلم وهوالصحیح ان صدقة التطوع لا باس بها لبنی هاشم وموالیهم،لان علیا والعباس وفاطمة رضوان الله علیهم تصدقواواوقفوا علیٰ جماعة من بنی هاشم وصدقاتهم الموقوفة معروفة مشهورة"[8]

"فقہاء نے بنو ہاشم کے لئے نفلی صدقہ کے جواز میں اختلاف کیا ہے اور جمہور اہلِ علم کا مؤقف، اور یہی صحیح مؤقف ہے، کہ نفلی صدقہ میں بنو ہاشم اور ان کے غلاموں کے لئے کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ (حضرات) علی، عباس اور فاطمہ رضوان اللہ علیہم نے بنو ہاشم کی ایک جماعت پر صدقات کئے اور ان کے لئے وقف کئے اور ان کے وقف شدہ صدقات مشہور و معروف ہیں"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ نفلی صدقات بنو ہاشم کے لئے جائز ہیں بلکہ خود اہل بیتِ اطہار کا ان لوگوں کو اس طرح کے صدقات کی ادائیگی کا وطیرہ بھی رہا ہے جو کہ اس مؤقف کی درستگی کا ثبوت ہے۔

واجب صدقات

عام فقہاء کا مؤقف ہے کہ وہ صدقات جن کی ادائیگی لازم اور ضروری (واجب) ہے جس طرح صدقہ فطر اور کفارہ وغیرہ تو ایسے صدقات چونکہ بنو ہاشم کے لئے حلال نہیں ہیں اس لئے بنو ہاشم کو یہ دینا جائز نہیں۔ لیکن عام فقہاء کے اس مؤقف سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ تمام فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے۔ اس لئے امام ابو جعفر طحاویؒ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

تشیر الیٰ اباحتهم،فذهب الیٰ هٰذاالحدیث واباحواالصدقة علیٰ بنی هاشم[9]

---

[7]۔ محمد بن احمد بدر الدین عینی، عمدۃ القاری (دار الفکر، بیروت)، 7/9

Muhammad Ahmad Badr-ul-Dīn `īnī, `umdat-ul-Qārī(Dār-ul-Fikr, Bīrūt),9/7.

[8]۔ ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبیؒ، الجامع لاحکام القرآن (القاھرۃ: دار الکتب المصریۃ 1384ھ-1964م)، 191/8

Abū `Abdullah Muhammad Bin Ahmad Qarṭabī, , Al-Jāmi` Li Ahkām-il-Qur'ān (Dār-ul-Kutub-il-Misriīīah, Al-Qāhirah,1384 AH-1964 AD),8/191.

[9]۔ ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی، شرح معانی الآثار، کتاب الزکوٰۃ، باب الصدقۃ علی بنی ھاشم (ایجوکیشنل پریس، کراچی، 1970)، 347/1

Abū Ja`far Ahmad Bin Muahammad Al-Tahāvī, Sharah Ma`ānī-ul-Aāthār, Kitāb-ul-ẓakāt, Bāb- ul-Sadaqah `alā Banī Hāshim (Educational Press,Karachi, 1970),1/347.

"یہ (روایت صدقہ کے)ان کے لئے جائز ہونے کا اشارہ کرتی ہے لہٰذا (فقہاء کی)ایک جماعت نے اسی روایت کو لیتے ہوئے بنو ہاشم پر صدقہ حلال قرار دیا ہے"

لیکن جب غور کیا جائے تو مسئلہ زیرِ بحث میں ائمہ اربعہ اور ان کے پیروکار بھی متفق نظر آتے ہیں۔ لہٰذا تحقیقِ مسئلہ میں مزید آگے بڑھنے سے پہلے مناسب یہی محسوس ہوتا ہے کہ پہلے ائمہ اربعہ اور ان کے متبعین کی آراء کا سرسری جائزہ لیا جائے۔

احناف کا مؤقف

امام ابو حنیفہؒ سے ایک روایت مروی ہے تمام کے تمام صدقات سے خواہ وہ وجوبی ہوں یا نفلی ہر دو صورت میں ان کا بنو ہاشم کو دینا جائز ہے اور پانی کے چشموں کے حوالے سے انہی سے مروی ہے کہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی پر صدقہ کر سکتا ہے[10]۔ لیکن فقہ حنفی میں مشہور روایت ہے جسے ابنِ سماعہ نے امام ابو یوسف سے نقل کیا ہے اور یہ امام ابو یوسف ہی کی رائے ہے کہ بنو ہاشم کے لئے کسی دوسرے سے زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہاں البتہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے زکوٰۃ لے سکتے ہیں اس ذیل میں تفصیلی رویت یوں ہے کہ:

بنو ہاشم کی زکوٰۃ بنو ہاشم کے لئے حلال ہے۔ ہاں ان کے علاوہ کسی اور کی زکوٰۃ ان کے لئے حلال نہیں ہے اور امام طحاوی بھی امام ابو حنیفہ سے نقل کرتے ہیں کہ بنو ہاشم کا ہر قسم کے صدقہ کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک امام صاحب کا یہ مؤقف اس لئے ہے کہ صدقات بنو ہاشم پر تو اس لئے حرام قرار دئے گئے ہیں کہ مالِ خمس یعنی ذوی القربٰی والے حصہ میں بنو ہاشم کا بھی حصہ تھا تو جب یہ حصہ ان کو ملنا بند ہو گیا تو جو کچھ ان کے لئے حرام قرار دیا گیا تھا وہ حلال ہو گیا کیونکہ جو کچھ ان کے لئے حلال تھا وہ ان کو نہیں مل رہا[11]۔

اب اس کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ صدقات کی بنو ہاشم کے لئے عدمِ جواز کی وجہ مال خمس میں ان کے حصہ کی موجودگی اور اس کی ان کو ترسیل تھا مگر جب اس کی ترسیل ان کے لئے رک گئی تو ان کے فقراء کی کفالت یقینی بنانے کے لئے صدقات کا اباحت لازم ٹھہرا لیکن ان کے وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے بنو ہاشم کے صدقات کا

---

[10]۔ بدر الدین عینی، عمدۃ القاری، 9: 81

Badr-ul-Dīn `īnī, `umdat-ul-Qārī(Dār-ul-Fikr, Bīrūt),9/81.

[11]۔ ابو جعفر طحاوی، شرح معانی الآثار، 1: 352

Abū Ja`far Al-Tahāvī, Sharah Ma`ānī-ul-Aāthār, 1/352.

انہی پر خرچ کرنے کا جائز ٹھہرانا بھی خارج از حکمت نہیں ہے اس لئے یہاں احناف کی رائے میں وزن ہو گا اور اس پر عمل بنو ہاشم کی عزتِ نفس اور ضروریاتِ زندگی دونوں کا تحفظ یقینی ہو گا۔

امام طحاوی نے اس ذیل میں امام ابو یوسفؒ کے حوالے سے امام ابو حنیفہؒ کی ایک روایت نقل کی جسے حضرتِ ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روایت کیا ہے[12] اور وہ یہ کہ بنو ہاشم کے لئے افضل یہی ہے کہ وہ دوسروں سے سوال کرنے کی بجائے زکوٰۃ لے لیں۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور میں جس میں ہم رہ رہے ہیں بنو ہاشم اور دیگر ساداتِ کرام کے لئے زکوٰۃ لینا حلال ہے[13]۔ امام طحاوی یہ موقف بیان کر کے فرماتے ہیں:

فبھٰذا ناخذ[14] "ہم بھی اسی رائے کو لیتے ہیں"

یہی موقف علامہ انور کاشمیری اور ماضی قریب کے دیگر اہلِ علم نے اپنایا ہے[15]۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مالکیہ بنو ہاشم کو معاشی تحفظ کی فراہمی کو یقینی بناتے ہوئے ان کے لئے صدقات کو جائز قرار دیتے ہیں تاکہ وہ دوسروں کے دستِ نگر نہ بنیں بلکہ باعزت طریقے سے زندگی کے یہ دن گذاریں۔

مالکیہ کا موقف

مالکیہ سے اس بارے درج ذیل تین متضاد اقوال مروی ہیں:

1. یہ مطلقاً جائز ہے؛
2. یہ مطلقاً ناجائز ہے؛
3. نفلی صدقہ ان کے لئے جائز اور وجوبی صدقہ ناجائز ہے؛
4. وجوبی صدقات تو ان کے لئے جائز ہیں مگر نفلی صدقات ناجائز ہیں۔[16]

---

[12] ۔ بدر الدین عینی، عمدۃ القاری، 9: 81

Badr-ul-Dīn `īnī, `umdat-ul-Qārī(Dār-ul-Fikr, Bīrūt),9/81.

[13] ۔ محمد انور شاہ کشمیری، فیض الباری علیٰ صحیح البخاری(1938)، 3: 52

Muhammad Anwar Shāh Kashmiri, Faidh-ul-Bārī `alā Sahih-il-Bukhārī(1938), 3/52.

[14] ۔ ابو جعفر طحاوی، شرح معانی الآثار، 1: 352

Abū Ja`far Al-Tahāvī, Sharah Ma`ānī-ul-Aāthār, 1/352.

[15] ۔ محمد انور شاہ کشمیری، فیض الباری علیٰ صحیح البخاری، 3: 52

Muhammad Anwar Shāh Kashmiri, Faidh-ul-Bārī `alā Sahih-il-Bukhārī, 3/52.

لیکن امام مالک کا مشہور مؤقف یہی ہے کہ وجوبی و نفلی ہر قسم کے صدقات بنو ہاشم کے لئے ناجائز ہیں[17] لیکن مالکی فقہاء میں امام زہری سے یہ بھی مروی ہے کہ جب مالِ خمس ان سے روک لیا جائے اور ان کو ان سے محروم کر دیا جائے تو تب ایسی صورت میں ان کے لئے زکوٰۃ جائز ہے۔[18]

شافعیہ کا مؤقف

شوافع کا مشہور مؤقف یہ ہے کہ وجوبی صدقات سادات کے لئے حلال نہیں ہیں اور اسی پر ان کا عمل بھی ہے مگر علامہ ابنِ حجر کا مؤقف اس سے ذرا مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب بنو ہاشم کے لئے حصولِ مال کی کوئی بھی صورت باقی نہ رہے تو پھر بعض شافعیہ نے زکوٰۃ لینا ان کے لئے جائز قرار دیا ہے اور ان کی اس رائے کا یہی سبب ہے کہ حصولِ مال کی ان کے ہاں کوئی صورت باقی نہیں رہی[19]۔

علاوہ ازیں شاہ ولی اللہ محدثِ دہلویؒ نے عقد الجید میں بیان کیا ہے کہ یہی رائے امام رازی کی ہے[20] اور ابنِ تیمیہ نے تو یہاں تک صراحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ ابو سعید اصطخری شافعی نے ان کو رہن شدہ برتنوں کی زکوٰۃ سے استفادہ کی اجازت دی ہے[21]۔

[16]۔ بدرالدین عینی، عمدۃ القاری، 9: 81

Badr-ul-Dīn `īnī, `umdat-ul-Qārī(Dār-ul-Fikr, Bīrūt),9/81.

[17]۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 8: 91

Al-Qarṭabī, , Al-Jāmi` Li Ahkām-il-Qur’ān,8/91.

[18]۔ احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، فتح الباری (دار المعرفۃ، بیروت، 1379ھ)، 354/3

Ahmad Bin `alī Ibn-e-Hajr `asqalanānī, Fath-ul-Bārī (Dār-ul-Ma`rifah, Bīrūt, 1379AH), 3/354.

[19]۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، 3: 354

Ahmad Bin `alī Ibn-e-Hajr `asqalanānī, Fath-ul-Bārī, 3/354.

[20]۔ محمد انور شاہ کشمیری، فیض الباری علیٰ صحیح البخاری، 52/3

Muhammad Anwar Shāh Kashmiri, Faidh-ul-Bārī `alā Sahih-il-Bukhārī, 3/52.

[21]۔ تقی الدین ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ (دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع)، 456/4

Taqī-ul-Dīn Ibn-e-Taīmiīiah, Majmū`-ul-Fatāwā, (Dār-ul-Fikr, Lil-Tabā`ah Wal Nashr Wal Taūzi`), 4/456.

حنابلہ کا موقف

حنابلہ نے بھی دیگر فقہاء کی طرح ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے سادات اور بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ کو منع قرار دیا ہے، لیکن شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جب سادات اور بنو ہاشم کے لئے مال کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو پھر ان کے لئے زکوٰۃ کے حصول میں گنجائش نکل آتی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

وبنوا هاشم اذامنعوا من خمس الخمس جاز لهم الاخذ من الزكوٰة وهوقول قاضى يعقوب وغيرهم من اصحابنا وقاله ابو يوسف والاصطخرى من الشافعية لانه محل حاجة وضرورة[22]

"بنو ہاشم کو جب خمس کے پانچویں حصے سے محروم کر دیا جائے تو ان کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے اور یہی قاضی یعقوب اور ہمارے ساتھیوں کا موقف ہے۔ اور یہی بات ابو اصطخری شافعیؒ نے بھی کی ہے اس لئے کہ یہ حاجت اور ضرورت کا موقع ہے"

درج بالا بحث سے مندرجہ ذیل نکات مترشح ہوتے ہیں:

1. زکوٰۃ سادات اور بنو ہاشم پر مطلقا حرام ہے اور اکثر فقہاء کا یہی موقف ہے۔ اس بارے میں مختلف احادیث سے بھی اس کی تائید ملتی ہے۔
2. بعض فقہاء نے بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ مطلقا جائز قرار دی ہے اور وہ اس موقف پر ان روایات کو دلیل بناتے ہیں جن میں یہ بیان ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنو ہاشم پر صدقہ کیا۔ چنانچہ ابو جعفر طحاویؒ نے اس سے متعلق متعدد احادیث روایت کرنے کے بعد ان کا جواب بھی یوں دیا ہے کہ یہ صدقات نفلی تھے جبکہ جدید محققین میں سے ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے یہاں ایک نکتہ پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں اس مسئلہ متعلقہ حدیث کو بیان کرتے ہوئے کلمۂ "آل" کا ذکر کیا ہے اور کلمۂ "ذریت" کو بیان نہیں کیا۔ تو قرآنی اسلوب ہمارے سامنے حقیقت یوں واضح کرتا ہے کہ کلمۂ "آل" کا اطلاق کسی شخص کی اس اولاد پر ہوتا ہے جو کہ اس کی ہم عصر ہو جبکہ کلمۂ "ذریت" کا اطلاق موجودہ اور آئندہ دونوں نسلوں پر ہوتا ہے پس کلمۂ "آل محمد ﷺ" کا اطلاق صرف

---

[22] ۔ تقی الدین ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ (دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع)، 456/4

Taqī-ul-Dīn Ibn-e-Taīmiīah, Majmū`-ul-Fatāwā, (Dār-ul-Fikr, Lil-Tabā`ah Wal Nashr Wal Taūzi`), 4/456.

آپ ﷺ کے ان ہم عصر لوگوں پر ہوگا جو کہ بنوہاشم سے ہوں اور اس سے مراد قیامت تک آنے والے تمام بنوہاشم نہیں ہوں گے لیکن اس استدلال میں دو طرح غور کیا جا سکتا ہے:

ایک تو یہ کہ سابقہ تمام فقہاء کی آراء کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کسی بھی فقیہ یا امام نے یہ فرق بیان نہیں کیا بلکہ ائمہ اربعہ نے، جیسا کہ صحیح روایات سے واضح ہوتا ہے، اس کلمہ "آلِ بنی ہاشم" میں قیامت تک آنے والی تمام نسلوں کو شامل کیا ہے۔ اور نہ ہی اہلِ سنت نے ان دونوں میں لغوی اعتبار سے ہی کوئی فرق بیان کیا ہے۔

دوسری بات یہ کہ ایسا نہیں ہوا کہ حدیثِ نبوی میں صرف اور صرف کلمہ "آل" کا ہی ذکر ہو بلکہ تحریمِ زکوٰۃ کے ذیل میں بنوہاشم کا ذکر بھی آیا ہے اور کلمہ "من فلان" کا اطلاق لغوی طور پر موجودہ اور آئندہ دونوں خاندانوں پر بلا تفریق ہوتا ہے۔

3. بعض فقہاء کا یہ مؤقف ہے کہ بنوہاشم کے لئے بنوہاشم ہی کی ادا کردہ زکوٰۃ لینا جائز ہے اور یہ مؤقف امام ابو یوسفؒ اور ایک روایت کے مطابق امام ابو حنیفہؒ کا ہے اور اس پر ان کی طرف سے درج ذیل دلائل بیان کئے جاتے ہیں:

i. حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے ہم پر لوگوں کے صدقات حرام قرار دیے ہیں تو کیا ہمارے (بنوہاشم کے) صدقات ہمارے آپس میں ایک دوسرے کے لئے حلال ہیں کہ نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں (حلال ہیں)۔

ii. حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ مدینہ کے باہر سے ایک عورت آئی اور آپ ﷺ نے اس سے کچھ سامان خریدا اور چند اوقیہ کے نفع پر فروخت کر دیا اور حاصل شدہ منافع کو بنو عبدالمطلب کے مساکین پر صدقہ کر دیا۔

iii. حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ: بعثني أبي إلى النبي - صلى الله عليه وسلم -في إبل أعطاها إياه من الصدقة[23] "مجھے میرے والد نے نبی کریم ﷺ کے پاس صدقہ

[23] ۔ابوداؤد، السنن، کتاب الزکوٰۃ، باب الفقیر یهدی للغنی من الصدقة، 90/3، رقم الحدیث: 1654
Abū Dāwūd, Al-Sunan, Kitāb-ul- ẓakāt, Bāb- ul-Faqīr īahdī Lil Ghanīī-e- Min-al-Sadaqh,3/90, Hadith No. 1654.

کا وہ اونٹ لینے بھیجا جو کہ آپ ﷺ انہیں دیا تھا"۔اسی طرح اس ذیل میں ایک روایت یہ ہے انہوں نے اس اونٹ کے بارے میں آپ ﷺ سے بات چیت کی[24]۔

دوسری روایت کے سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اونٹ صدقاتِ واجبہ سے نہ تھا بلکہ یہ صدقاتِ نافلہ میں سے تھا اور امام ابو جعفر طحاوی نے بھی اسے صدقاتِ نافلہ پر ہی محمول کیا ہے[25]۔

رہی تیسری روایت تو اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں بیت المال سے اونٹ دیا ہو اور یہ بات کو واضح ہے کہ آپ ﷺ بیت المال میں مختلف قسم کی مدات سے حاصل ہونے والے جانور بھی رکھا کرتے تھے اور ان میں غالب اکثریت صدقہ کے جانوروں کی ہوا کرتی تھی۔ تو ایسی غالب اکثریت کی بناء پر راوی نے "اعطاها من الصدقة" کے الفاظ استعمال کئے ہیں مگر مراد دوسرا مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ وہ صدقات واجبہ والے اونٹوں میں سے نہ ہو بلکہ صدقاتِ نافلہ والے اونٹوں میں سے ہو۔ جن لوگوں نے سادات وبنو ہاشم کے لئے صدقات وزکوۃ کو جائز قرار دیا ہے وہ اپنے مؤقف پر سابقہ بیان کردہ احادیث کو دلیل بناتے ہیں اور ایک طرح سے یہ ان کے مؤقف کی اصل بنیاد ہیں مگر اس کے باوجود یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں غور وخوض کی اشد ضرورت ہے۔

4. ایک چوتھی رائے یہ ہے کہ سادات کے لئے بنیادی طور پر زکوۃ جائز نہیں ہے مگر آج کل جبکہ ان کے لئے بیت المال میں خمس کا پانچواں حصہ ،جو کہ انہیں کے لئے مخصوص ہوا کرتا تھا، باقی نہیں رہا تو پھر سابقہ آراء کی طرح ان کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے۔ یہ ائمہ اربعہ کے پیروکار جید علماء کی رائے ہے اور خود امام ابو حنیفہؒ سے بھی اسی قسم کی رائے منقول ہے۔ اور یہ تمام سادات کے لئے زکوۃ کی حرمت کی علت مالِ خمس پر ان کا استحقاق بتاتے ہیں۔ تبھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے اہلِ بیت تم پر صدقہ حلال نہیں ہے، یہ تو ہاتھوں کا دھوون ہے اور تمہارا حق مالِ خمس کا پانچواں حصہ ہے جو کہ تمہیں مالدار کردے گا۔

---

[24]۔ ظفر احمد عثمانی، اعلاء السنن (دار القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی)، 80/9۔
ẓafar Ahmad `uthmānī, I`lāuū-ul-Sunan (Dār-ul-Qur'ān Wal `ulūm-il-Islāmīīah, Kārchī), 9/80.

[25]۔ ابو جعفر طحاوی، شرح معانی الآثار، 352/1
Abū Ja`far Al-Tahāvī, Sharah Ma`ānī-ul-Aāthār, 1/352.

تو آج جبکہ ان کے لئے مالِ خمس جیسا کوئی مال نہیں رہا جس سے حالتِ فقر میں ان کی مدد کی جاسکے تو اب اگر وہ غریب ہیں اور ان کا کوئی ذریعہ آمدن بھی نہیں ہے تو ایسی صورت میں مالِ زکوٰۃ سے بھی ان کو محروم کرنا ان کے ساتھ سراسر زیادتی ہوگی اور یہ ان کو جیتے جی مارنے والی بات ہوگی۔

سابقہ بحث پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ سادات پر صدقات وزکوٰۃ کی حرمت کی علت مالِ خمس میں ان کا استحقاق ہے جو کہ آج اسلامی ممالک میں باقی نہیں رہا۔ دوسرا یہ کہ ایسے اموال ان پر اس لئے حرام کئے گئے کہ یہ ایک طرح سے معیوب اور گناہوں کا کفارہ سمجھے جاتے تھے۔ جبکہ سادات کو ان تمام قباحتوں سے دور رکھا گیا اور ان کے غرباء ومساکین کی پرورش کے لئے الگ سے ایک ذریعہ آمدن (مالِ خمس) قائم کر دیا گیا۔ مزید یہ کہ لوگ جن کو صدقہ دیتے ہیں ان کے وقار اور عزت ومنزلت کو اپنی نظروں میں کم سمجھتے ہیں جبکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو ایسی بے قدری سے بچانے کے لئے یہ حکم صادر فرمایا مگر آج جبکہ غریب پروری کا مالِ خمس والا ذریعہ ختم ہوگیا ہے اور اس صورت حال میں اگر مالِ زکوٰۃ سے سادات وبنو ہاشم کو محروم کر دیا جائے تو گویا اپنے ہاتھوں سے ان کو موت کے منہ میں دھکیلنے والی بات ہے۔ ویسے بھی حقوق کی پاسداری جس طرح پہلے تھی آج نہیں ہے۔ ان کا حق تو یہ تھا کہ افرادِ امت ان کو اس قسم کے مال سے بچانے کے لئے صدقہ کی بجائے کوئی فنڈ مختص کر کے اس میں کچھ رقم ان کو دیتے مگر نفسا نفسی کے اس عالم میں یہ بھی نہ ہوا۔ لہٰذا ایک تو ان کی زندگی اجیرن ہوگئی دوسرا یہ کہ اگر کوئی محنت مزدوری کر کے گذر اوقات کے لئے چند کوڑیاں اکٹھی کر بھی لیتا ہے تو اس کے بچے تو دینی تعلیم وتربیت سے محروم رہ گئے کیونکہ ہمارے مدارس تو زیادہ تر صدقات وزکوٰۃ پر چل رہے ہیں۔ لہٰذا وہ ان مدارس میں بھی پڑھنے کے قابل نہ رہے کیونکہ زکوٰۃ سے ان کے لئے استفادہ جائز نہیں اس طرح علم وآگہی کے دروازے بھی ان پر بند ہوگئے۔ اب ان کے لئے جہالت اور افلاس کی تقسیم کے علاوہ کچھ بھی باقی نہ رہا۔ لہٰذا ان تمام حالات میں سادات کے لئے صدقہ اور زکوٰۃ کا جواز ایک ضرورت بن گیا ہے اس لئے کہ ایک مشہور فقہی قاعدہ ان نازک حالات میں شرعی حکم کو واضح کرتا ہے کہ:

الضرورة تبيح المحظورات[26] "ضرورت ممنوع اشیاء کو جائز کر دیتی ہے"

دوسرا شرعی معاملات میں آسانی پیدا کرنے کے لئے ضعیف روایت کو بھی اختیار کیا جاسکتا ہے یہی وجہ ہے کہ ابنِ عابدینؒ حیض کے ذیل میں مختلف رنگوں کے بارے میں ضعیف اقوال ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

---

[26]۔ جلال الدین عبد الرحمٰن السیوطی، الاشباہ والنظائر (دار الکتب العلمیہ، 1403ھ-1983م)، 84.
Jalāl-ul-Dīn `Abd-ul-Rahmān Al-Suīūṭī, Al-Ashbāh Wal Naẓāir(Dar-ul-Kutub-il-`ilmīiah, 1403 AH-1983AD),84.

"معراج میں فخر الائمہ سے مروی ہے کہ :اگر مفتی ضرورت کے مواقع پر آسانی پیدا کرنے کے لئے ضعیف اقوال پر ہی فتویٰ دے دے تو یہ بہتر ہوگا۔اسی طرح امام ابو یوسفؒ کہتے ہیں کہ : منی جب شہوت کے خاتمہ کے بعد نکلے تو ضعیف قول کے مطابق اس سے غسل لازم نہیں ہوگا اور انہوں نے مسافر کو جسے شک کا خوف ہو اسی پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے اور یہ سب ضرورت کی بناء پر ہوا ہے"[27]

تو گویا فقہاء کے نزدیک ضرورت ہو تو ضعیف قول پر بھی فتویٰ دینا اور اس پر عمل کرنا جائز ٹھہرا اور سادات وبنو ہاشم ضرورت کے ان لمحات میں جب ان کے لئے روزگار کے مواقع بھی نہ ہوں، گھر میں کھانے پینے اور گذر بسر کا سامان بھی میسر نہ ہو، مزید یہ کہ ان کو صدقہ وزکوٰۃ کا مال لے کر اپنی زندگی کی بنیادی ضروریات اور پیٹ کی آگ بجھانے کا سامان کرنے سے روک دیا جائے تو یہ تو جان بوجھ کر ان کو موت کے منہ میں دھکیلنے والی بات ہوگی۔ خدا نخواستہ اس طرح سے موت کی صورت میں پورا اسلامی معاشرہ قابل گرفت ہو جائے گا لہٰذا ضرورت کے تحت ان کے لئے آسانی پیدا کرنے کی خاطر زکوٰۃ وصدقات ان کے لئے جائز قرار دیے جائیں گے تا کہ دوسروں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کی بجائے ضروریاتِ زندگی کا سامان ان کے گھر کی دہلیز تک پہنچ سکے۔

خلاصہ بحث

اس بحث کا لب لباب یہ ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام ابو جعفر طحاویؒ، علامہ ابہریؒ مالکی، علامہ اصطخری شافعی، امام فخر الدین رازیؒ جیسے کبار فقہاء اور علامہ ابن تیمیہؒ اور علامہ انور شاہ کشمیری جیسے جید علماء کے نزدیک عندالضرورت زکوٰۃ سادات وبنو ہاشم کے لئے جائز ہے بلکہ شریعت تو ایسے موقع پر قوتِ لایموت کے برابر حرام کھانے کی بھی اجازت دے دیتی جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِه لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ[28]

---

[27]۔ محمد امین ابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار (کوئٹہ: مکتبہ ماجدیہ، 1399ھ)، 211/1

Muhammad Amīn Ibn-i-`ābidīn, Radd-il-Muhtār `alā-al-Durr-il-Mukhtār (Maktabah Mājidiīah, 1399 AH), 1/211.

[28]۔ البقرۃ، 2: 173

Al Qur'ān,,2: 173

"اس نے تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جانور حرام کئے ہیں جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند کیا گیا تو جو مجبور ہو جائے حالانکہ وہ نہ خواہش رکھنے والا ہو اور نہ ضرورت سے آگے بڑھنے والا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

تو اس طرح سادات کو بھوکوں اور فاقوں مرنے دینے اور لوگوں کے سامنے مجبور ہو کر دامنِ سوال پھیلا کر ذلیل ورسوا کرنے سے بہتر ہے کہ عزت اور وقار کے ساتھ مالِ زکوٰۃ ان تک پہنچا دیا جائے کیونکہ ان کے لئے سوال کرنے کی ذلت اور بھوکوں مرنے کی تکلیف سے بہتر ہے کہ مجبوری کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ایسے مال سے اپنی ضرورت کو پورا کرلیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License